نماز کے
اسرار و رموز

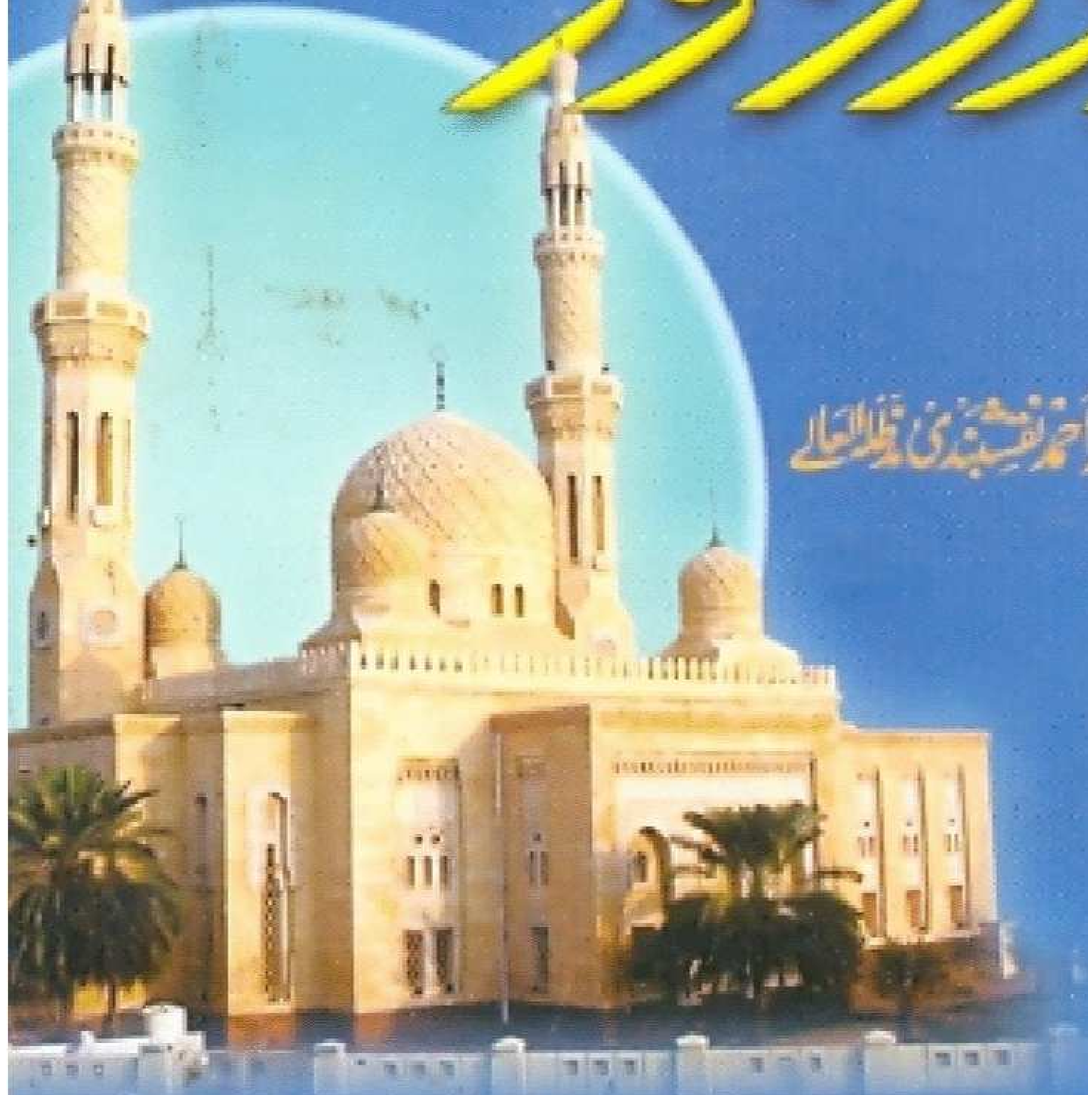

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

دار الکتاب دیوبند

باب ۱۰

خشوع کیسے حاصل ہو؟

خشوع کی دو اقسام ہیں:

۱۔ دل کا خشوع

۲۔ جسم کا خشوع

ل کا خشوع

دل کا خشوع یہ ہے کہ بندے کے دل میں رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی کا اس موجود ہو اور وہ اس کی ہیبت وجلال کی وجہ ڈر رہا ہو اور اپنے عجز و انکساری بے چارگی کا اعتراف کر رہا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اس کے بے پایاں احسانات و انعامات سے بھی واقف ہو اور دل احساس نیت کے ساتھ اس کی شکر گزاری میں مصروف ہو۔

سم کا خشوع

جب دل میں خشوع ہوگا تو اس کا اثر اس کے جسم پر ہوگا اور اس کی مقدس بارگاہ کھڑے ہوتے ہی سر جھک جائے گا، نگاہ نیچی ہو جائے گی، آواز پست اور جسم پر کپکی و لرزہ طاری ہو جائے گا۔

خشوع کے باطنی اوصاف اور ان کے اسباب

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں خشوع کے چھ باطنی اوصاف اور ان کے حصول کے اسباب بیان فرمائے ہیں۔

(۱) حضور قلب:

پہلا وصف حضور قلب ہے۔ یعنی جس کام میں آدمی مشغول ہو اور جو بات کر رہا ہو اس کے علاوہ کوئی بات اس کے دل میں نہ ہو۔ یعنی دل کو فعل اور قول دونوں کا علم ہو اور ان دونوں کے علاوہ کسی بھی چیز میں غور وفکر نہ کرتا ہو چاہے اس کی قوت فکر یہ اس کام سے ہٹانے میں مصروف ہی کیوں نہ ہو۔

حضور دل کا سبب

حضور دل کا سبب اس کی ہمت (فکر) ہے۔ انسان کا دل ہمیشہ اس کی فکر کے تابع رہتا ہے۔ چنانچہ جو بات آدمی کو فکر میں ڈالتی ہے وہی دل میں حاضر رہتی ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ فکر والے کام میں دل خود بخود حاضر رہتا ہے۔ انسان کا دل اگر نماز میں حاضر نہ ہوگا تو بے کار نہیں رہے گا بلکہ جس کسی اور چیز میں اس کی فکر مصروف ہوگی اس کا دل بھی ادھر ہی حاضر ہوگا۔ نماز میں حضور دل پیدا کرنے کا اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں کہ آدمی فکر کو نماز کی طرف پھیر دے۔ اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب دل میں اس بات کا یقین بٹھا دیا جائے کہ آخرت کی زندگی ہی بہتر اور پائیدار زندگی ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ نماز ہے پھر اس میں دنیا کی ناپائیداری کا تصور بھی شامل کرلیا جائے تو حضور قلب کی صفت پیدا ہوجائے گی۔

کتنی عجیب بات ہے کہ جب ہم لوگ دنیا کے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں

ہو نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں تو ہمارا دل حاضر ہوتا ہے اور ہم وہی بات سوچتے ہیں جو اس موقع کے لئے مناسب ہو اور جب ہم شاہوں کے شاہ سے مناجات کرتے ہیں جس کے قبضہ قدرت میں ملک اور ملکوت ہیں اور جس کے اختیار میں نفع و نقصان ہے تو ہمارا دل حاضر نہیں ہوتا۔ اس کا سبب صرف ایمان کا ضعف ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہذا ایمان کو مضبوط اور پختہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۲) تفہیم:

دوسرا وصف تفہیم ہے۔ یعنی کلام کے معنی سمجھنا یہ حضور قلب سے مختلف ایک چیز ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظ کے ساتھ حاضر ہوتا ہے لیکن معنی کے ساتھ حاضر نہیں ہوتا، فہم سے مراد یہ ہے کہ دل میں ان الفاظ کے معنی کا بھی علم ہو۔ یہ ایسا وصف ہے جس میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں کیونکہ قرآنی آیات اور تسبیحات کے معنی سمجھنے میں تمام لوگوں کا فہم یکساں نہیں ہوتا۔ بہت سے لطیف معانی ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں نمازی نماز کے دوران سمجھ لیتا ہے حالانکہ خارج نماز میں کبھی اس کے دل میں ان معانی کا گذر بھی نہ ہوا تھا۔ اسی وجہ سے نماز برائی اور فحاشی سے رکنے کا سبب بنتی ہے کہ نماز ایسی ایسی باتیں سمجھا دیتی ہے کہ آدمی برائی سے بچ جاتا ہے۔

تفہیم کا سبب

ذہن کو معانی کے ادراک کی طرف موڑنے کی تدبیر وہی ہے جو حضور قلب کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی آدمی کو یہ بھی چاہیے کہ وہ اپنی فکر پر متوجہ رہے اور ان وسوسوں کے دور کرنے کی کوشش کرے جو اس کے فکر کو مشغول کرتے ہیں۔ ان

وسوسوں کے ازالے کی تدبیر یہ ہے کہ جو کچھ مواد ان وسوسوں سے متعلق پاس ہو اسے اپنے سے دور کردے، یعنی جن چیزوں سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھے جب تک یہ مواد دور نہ ہوگا وسوسے ختم نہ ہوں گے کیونکہ انسان جس چیز کو زیادہ چاہتا ہے اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے اور وہ چیز اس کے دل پر ہجوم کرتی ہے اسی لئے آپ یہ دیکھتے ہوں گے کہ جو شخص غیر اللہ سے محبت رکھتا ہے اس کی کوئی نماز وسوسوں سے خالی نہیں ہوتی۔

(۳) تعظیم

تیسرا وصف تعظیم ہے۔ یعنی انسان جس آقا کے سامنے کھڑا ہے اس کی عظمت کا احساس دل میں ہو۔ یہ حضور قلب اور تفہیم سے مختلف ایک صفت ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص اپنے غلام سے گفتگو کرتا ہے وہ حضور قلب کے ساتھ اس سے گفتگو کر رہا ہے اور وہ اپنے کلام کے معانی بھی سمجھ رہا ہے لیکن اس کے دل میں غلام کی تعظیم نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دل اور فہم سے الگ کوئی چیز ہے۔

تعظیم کے اسباب

تعظیم ان دو حقیقتوں کو جاننے سے پیدا ہوتی ہے:

اول: اللہ عزوجل کی عظمت اور جلالت کی معرفت، یہی معرفت ایمان کی اصل ہے کیونکہ جو شخص اس کی عظمت کا معتقد نہیں ہوگا اس کا نفس خدا کے سامنے جھکنے سے گریز کرے گا۔

دوم: نفس کی حقارت اور ذلت کی معرفت اور اس کی حقیقت کی معرفت کہ بندے کا نفس مملوک ہے عاجز و مسخر ہے ان دونوں حقیقتوں کی معرفت سے نفس میں

تواضع، انکساری اور خشوع پیدا ہوتا ہے، اسی کو تعظیم بھی کہتے ہیں۔ جب تک کہ نفس کی حقارت اور ذلت کی معرفت کا تقابل خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلالت کی معرفت سے نہ ہوگا تعظیم اور خشوع پیدا نہیں ہوگا۔

(۴) ہیبت:

چوتھا وصف ہیبت ہے۔ یہ تعظیم سے بھی اعلیٰ ایک وصف ہے کیونکہ ہیبت اس خوف کو کہتے ہیں جس میں تعظیم بھی ہو۔ جو شخص خوفزدہ نہ ہو اسے ہیبت زدہ نہیں کہتے۔ اسی طرح بچھو اور غلام کی بدمزاجی سے خوف کھانے کو ہیبت نہیں کہتے بلکہ بادشاہ سے خوف کھانے کو ہیبت کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہیبت اس خوف کا نام ہے جس میں تعظیم ہو۔

ہیبت اور خوف کا سبب

ہیبت اور خوف نفس کی حالت کا نام ہے یہ حالت اس حقیقت کے جاننے سے پیدا ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اس کی ہر خواہش اور اس کا ہر ارادہ نافذ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو سوچا جائے۔ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں سب کو ہلاک کردے تو اس کی سلطنت میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ ہوگا۔ پھر اس بات کو سوچے کہ مالک الملک کی عجیب حکمتیں ہیں کہ بعض اوقات انبیاء اور اولیاء پر تو طرح طرح کے مصائب نازل ہوتے ہیں جب کہ وہ اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں، اس کے برعکس دنیا پرست بادشاہ طرح طرح کی راحتیں پاتے ہیں، الغرض کہ ان امور کا علم آدمی کو جتنا زیادہ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ کی ہیبت اور خوف میں اس قدر اضافہ ہوگا۔

(۵) رجاء

پانچواں وصف رجاء ہے۔ رجاء مذکورہ بالا چاروں اوصاف سے الگ ایک وصف ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہیں اور اس سے ڈرتے بھی ہیں لیکن اس سے کسی قسم کی کوئی توقع نہیں رکھتے۔ بندے کو چاہئے کہ وہ اپنی نماز سے اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب کی توقع رکھے، گناہ اور اس پر مرتب ہونے والے عذاب سے خوف زدہ رہے۔

رجاء کا سبب

رجاء کا سبب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے الطاف وکرم سے واقف ہو اور یہ جانے کہ بندوں پر اس کے بے پایاں انعامات ہیں، اس کا بھی یقین رکھے کہ نماز پڑھنے پر اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں وہ سچا ہے چنانچہ جب وعدہ پر یقین ہوگا اور اس کی عنایات سے واقفیت حاصل ہو جائے گی تو رجاء پیدا ہوگی۔

(۶) حیاء

چھٹا وصف حیاء ہے۔ یہ صفت مذکورہ بالا پانچوں اوصاف سے الگ ہے۔ حیاء کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنی غلطی سے واقف ہو اور اپنے قصور پر متنبہ ہو تعظیم، خوف، رجاء وغیرہ میں یہ امکان ہے کہ حیاء نہ ہو یعنی آدمی کو اپنی تقصیروں اور کوتاہیوں کا خیال اور گناہ کے ارتکاب کا احساس نہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ حیاء نہ ہوگی۔

حیاء کا سبب

حیاء کا سبب یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ میں عبادت میں کوتاہی کرتا ہوں، اللہ کا جو حق مجھ پر ہے اسکی بجا آوری سے عاجز ہوں اور اسے اپنے نفس کے عیوب، نفس کی

آفات اور اخلاص کی کمی، باطن کی خباثت اور نفس کے اس رجحان کے تصور سے تقویت دے کہ وہ جلد حاصل ہو جانے والے عارضی فائدے کی طرف مائل ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی جانے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلالت شان کا تقاضا کیا ہے ؟ اس کا بھی اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے خیالات سے خواہ وہ کتنے ہی مخفی کیوں نہ ہوں آگاہ ہے۔ جب یہ سب معرفتیں حاصل ہوں گی تو یقیناً ایک حالت پیدا ہوگی جسے حیاء کہتے ہیں۔

خشوع کی چند صفات اور اس کے حصول کے اسباب بیان کر دیئے۔ جو صفت مطلوب ہو پہلے اس کا سبب پیدا کیا جائے سبب پایا جائے گا تو صفت خود بخود پیدا ہو جائے گی۔

خشوع و خضوع پیدا کرنے کی تدابیر

ذیل میں کچھ ایسے طریقے بیان کیے جاتے ہیں جن پر کوئی صدق دل سے عمل کرنا شروع کر دے تو اسے نماز میں خشوع و خضوع والی نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔

(۱) گناہوں سے اجتناب

نماز حقیقتاً اللہ رب العزت کے سامنے عجز و انکساری اور بندگی کا اظہار ہے۔ جس انسان کی زندگی خارج نماز میں اس کے الٹ ہوتی ہے یعنی اللہ کی نافرمانی اور گناہوں والی ہوتی ہے تو اسے نماز میں بھی اس کی حقیقت نصیب نہیں ہوتی۔ ہر معصیت میں ایک ظلمت ہوتی ہے جس کا اثر انسان کے قلب پر پڑتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگ جاتا

ہے۔ اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو داغ مٹ جاتا ہے اگر توبہ نہیں کرتا اور مزید گناہ کرتا رہتا ہے تو داغ بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جب ہم اسی سیاہ دل کے ساتھ اللہ کے دربار میں جائیں گے تو اس کی ظلمت کی وجہ سے نماز میں سکون اور یکسوئی پیدا نہیں ہوگی۔

جو شخص خارج نماز میں اپنے اعضاء کی جس قدر حفاظت کرتا ہے اور گناہوں کی گندگی سے پاک رکھتا ہے اسی قدر داخل نماز میں اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص حضوری اور خشوع نصیب ہوتا ہے۔ جتنے بھی گناہ ہم کرتے ہیں ہر ہر گناہ نجاست کی مانند ہے۔ جس عضو سے بھی گناہ کرتے ہیں وہ عضو گناہ کرنے سے نجس ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ گناہ انسان کو ناپاک کر دیتے ہیں اس لئے اس ناپاک انسان کو اللہ رب العزت کی پاک ہستی کا وصل حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی غیر محرم کی طرف دیکھنے سے اپنی آنکھ کو بچائے گا اللہ رب العزت اسے عبادت کی لذت عطا فرمادیں گے۔ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اعضاء کو گناہوں سے روکنے سے اللہ تعالیٰ عبادت کا لطف عطا فرماتے ہیں لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم ذوق و شوق اور حضوری والی نمازیں پڑھیں تو روزمرہ زندگی میں ہمیں اپنے آپ کو اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچانا چاہئے۔

(۲) حرام سے اجتناب

دوسری بات یہ ہے کہ آدمی حرام غذا اور لباس وغیرہ سے بچے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ نے غلاف کعبہ کو پکڑ کر کہا، یا اللہ! یا اللہ!...... مگر اس کا کھانا پینا حرام، لباس حرام تھا اس لئے اس کی دعا کو رد کر دیا۔ تو معلوم ہوا حرام کھانے سے اور حرام پہننے سے نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ اس بات کو بڑی صراحت سے

ایک دوسری حدیث میں بھی بیان کر دیا گیا نبی علیہ السلام نے فرمایا:

جس نے ایک لقمہ حرام کا کھایا اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔

لہٰذا اس معاملے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کہ حرام اور مشتبہ مال سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اس سے نہ صرف عبادت غیر مقبول ہوتی ہے بلکہ دل پر ایک طرح کی ظلمت طاری ہوتی ہے جو بندے کو عبادت کی طرف آنے سے روکتی ہے۔ اور اگر بندہ کسی طرح آ بھی جائے تو دل غیر حاضر رہتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے شکایت کی کہ میں نماز میں اکثر بھول جاتا ہوں مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں، فرمایا کہ اپنے منہ کو حرام اور کپڑوں کو نجاست سے پاک رکھو۔

(۳) وضو میں قلب کو حاضر کرے

نمازی جب نماز کیلئے وضو کرتا ہے تو چاہئے کہ اسی وقت اپنے دل کو غیر اللہ سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرلے۔ وضو میں قلب حاضر ہوگا تو نماز میں بھی حاضر ہوگا جب وضو میں شیطان داخل ہوگا تو نماز میں بھی وسوسے آئیں گے۔ اس سلسلے میں وضو کی بعض دعائیں صحابہ کرام اور مشائخ سے منقول ہیں ان کو حضورِ قلب سے پڑھنا مفید ہے۔

(۴) اذان کی طرف دل متوجہ کرے

مؤمن کو چاہئے کہ جب اذان کی آواز آئے تو انتہائی ادب کے ساتھ اذان کو سنے اور اس کے ہر ہر کلمے کا جواب دے اور دل میں اس بات کو بٹھائے کہ بڑے

عظمت والے بادشاہ کی طرف سے بلاوا ہے لہٰذا اب مجھے تمام دیگر مصروفیات کو ترک کر کے اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ اور اذان کے بعد دل کا نماز کی طرف متوجہ کر لینا تو آپ ﷺ کی سنت ہے اسی لئے حدیث میں آتا ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یحدثنا ونحدثہ فاذاحضرت الصلاۃ فکانہ لم یعرفنا ولم نعرفہ

رسول اللہ ﷺ ہم سے گفتگو کیا کرتے تھے اور ہم آپ سے گفتگو کیا کرتے تھے، مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسا لگتا کہ گویا آپ ہمیں نہ جانتے ہوں، اور ہم سب آپ کو نہ جانتے ہوں۔ (احیاء العلوم)

ہمیں بھی اسی سنت پر عمل کرنا چاہئے اور جب اذان کی آواز آجائے تو ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے۔

(۵) مانع خشوع ماحول سے اجتناب

خشوع حاصل کرنے کی یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ ایسے امور کو اور ایسے ماحول کو چھوڑ دے جو خشوع میں مانع ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انسان اپنے آپ کو خواہ مخواہ ایسے امور میں الجھا لیتا ہے کہ ان کا اثر اس کے دل پر رہتا ہے اور پھر نماز میں بھی ادھر ہی دھیان لگا رہتا ہے۔ انسان کو اپنی زندگی کی ترتیب اس طرح کی بنانی چاہئے کہ دل کو ایسی تمام لغویات سے بچا کر رکھا جائے جو دل کے مشغول ہونے کا سبب بن سکتی ہیں۔ اسی لئے ایک روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

اپنی کمر اور پیٹ کو نماز کیلئے ہلکا رکھو۔

کیا مطلب؟ پیٹ کو فارغ رکھنے کا مطلب یہ کہ پیٹ زیادہ نہ بھرو کہ جس کی

وجہ سے عبادت میں گرانی ہو اور کمر کو ہلکا رکھنے مطلب یہ ہے کہ ایسے جھمیلوں سے بچا جائے کہ جس سے نماز میں خشوع پر فرق پڑ سکتا ہو۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ

''مانع خشوع اسباب کا ماحول تم کیوں اختیار کرتے ہو جو پھر شکایت کرتے ہو کہ ہمیں نماز میں ایسے ایسے خیالات آتے ہیں۔ ناچ رنگ میں جاؤ گے تو وہی خیالات آئیں گے اچھے لوگوں کے پاس جاؤ گے تو اچھے خیالات آئیں گے۔''

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہمیں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ مانع خشوع چیزوں کو خود سے دور فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ابو جہمؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دو پلو والی سیاہ چادر پیش کی آپ نے اسے اوڑھ کر نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اسے اتار دیا اور فرمایا:

اذاهبوا بها الى ابى جهم فانها الهتنى آنفاعن صلاتى والتولى بانجبانية جهم (بخاری و مسلم)

(اسے ابو جہم کے پاس لے جاؤ اس لئے کہ اس نے مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا اور مجھے ابو جہم سے سادہ چادر لا کر دو)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے جوتے میں نیا تسمہ لگانے کا حکم دیا جب تسمہ لگا دیا گیا اور آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کی نگاہ نیا تسمہ ہونے کی وجہ سے اس پر پڑی تو اسے اتارنے کا حکم دیا اور فرمایا اس میں وہی پرانا تسمہ لگا دو۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان ابن ابی شیبہ سے مخاطب ہو کر

فرمایا:

فانہ لا ینبغی ان یکون فی البیت شیء یشغل الناس عن صلاتھم (ابوداؤد)

(انسان کیلئے مناسب نہیں کہ گھر میں کوئی ایسی چیز چھوڑ کر آئے جو اسے نماز کی بجائے ادھر مشغول کردے)

ان احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایسی چیزیں جو نماز سے توجہ ہٹنے کا باعث بنتی ہوں ان کو اپنے سے دور کر دینا بھی سنت ہے۔ بھوک کی حالت میں کھانا نماز سے پہلے کھانے کا حکم اسی لئے ہے تاکہ دل نماز میں حاضر ہو جائے۔

ہمارے مشائخ نماز کیلئے دل کو فارغ رکھنے کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ تاریک کمروں میں عبادت کرتے تھے کہ توجہ دوسری چیزوں کی طرف نہ جائے۔ اور بعض عابد و زاہد حضرات تو اپنی عبادت کے کمرے اس قدر چھوٹے بناتے تھے کہ بمشکل ایک مصلے کی جگہ بنتی تھی تاکہ نظر اپنے مصلے کے علاوہ اور کہیں جائے ہی نہیں۔

(۶) انتظار صلوٰۃ

انتظار صلوۃ کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ اس کا بڑا ثواب ہے بلکہ فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے وہ گویا نماز میں ہی ہوتا ہے۔ اس کا ثواب تو اپنی جگہ ہے اس میں ایک بڑی حکمت اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے نمازی کو یکسوئی اور حضور قلب کی نعمت میسر آتی ہے۔ اس لئے جب فرض نماز کا وقت ہو تو کچھ وقت پہلے ہی مسجد میں چلے جانا چاہئے۔ بلکہ مشائخ نے تو یہ لکھا ہے نماز سے پہلے کچھ دیر مراقبہ کرنا چاہئے تاکہ دل کا انتشار دور ہو کر توجہ نماز کی طرف مرکوز ہو جائے۔

حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا ''نماز سے پہلے کچھ دیر مراقبہ کرنا چاہئے اور جو نماز

بلا انتظار کے ہو وہ پھسپھسی ہوتی ہے۔" (ملفوظات الیاس)

(۷) غیر اللہ سے بے التفاتی

نماز شروع کرنے کیلئے جیسے ہی اللہ اکبر کہنے کیلئے ہاتھ اٹھائیں تو ہر غیر سے دل کو پھیر لیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کیلئے اٹھانا ایسے ہے جیسے دنیا سے ہاتھ جھاڑ لئے ہوں۔ صرف اور صرف اللہ کی ذات دل میں رہ جائے۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ یہ تصور کرلیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز پڑھ رہا ہوں اور انہیں دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ جیسے کہ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

(اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور تم سے یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے)

لہٰذا نماز کا جو کوئی رکن بھی ادا کریں قیام کریں، رکوع کریں سجدہ کریں یا تشہد میں بیٹھیں تو اسی تصور میں بیٹھیں کہ اللہ میرے ہر عمل کو دیکھ رہے ہیں اور میری تسبیحات کو سن رہے ہیں۔

جب کوئی بادشاہ کے دربار میں ہو تو اس وقت وہ کسی اور کی طرف توجہ کرنے کی جرأت نہیں کیا کرتا۔ لہٰذا اس حالت میں اگر دل کسی اور طرف متوجہ ہوگا تو بھی مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ حضرت عطارؒ سے منقول ہے جب انسان نماز کی حالت میں کہیں اور متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

یا ابن آدم الیٰ من تلتفت ؟ انا خیر لک ممن تلتفت الیہ

اے ابن آدم! تو کس کی طرف توجہ کر رہا ہے حالانکہ میری ذات توجہ کیلئے

سب سے بہتر ہے

جب ان تمام باتوں کا لحاظ دل میں رکھیں گے تو دل خود بخود نماز میں حاضر رہے گا۔

(۸) نماز کے الفاظ کی طرف توجہ

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں خیالات جان نہیں چھوڑتے اور باوجود کوشش کے بار بار آتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے خشوع کو قائم رکھنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی توجہ کو نماز کے الفاظ کی طرف رکھیں

مثلاً اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو تو یوں سوچے کہ میں اب سبحانک اللھم پڑھ رہا ہوں پھر سوچے کہ اب وبحمدک کہہ رہا ہوں، پھر دھیان کرے کہ اب تبارک اسمک منہ سے نکل رہا ہے اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرے پھر الحمد اور سورۃ، رکوع اور سجدے اور ان کی تسبیحوں میں غرضیکہ ساری نماز میں یہی طریقہ رکھے۔

(۹) نماز کے معانی کی طرف غور

ایک احسن نماز کیلئے یہ ضروری ہے کہ دوران نماز جو الفاظ زبان سے ادا کیے جا رہے ہوں ان کے معانی کو دل میں حاضر کیا جائے اور اس بات کو سمجھا جائے کہ بارگاہ خداوندی میں کیا کہا جا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف خشوع حاصل ہوگا بلکہ نماز کا درجہ بھی بڑھ جائے گا۔ کیونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات اور نیاز مندانہ عرض معروض کا نام ہے۔ وہ کیسی مناجات ہوگی جس میں کہنے والے کو پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ حمد و ثنا، تسبیح وتمجید، دعا و استغفار اور تشہد و درود ان تمام

ذکار کو سمجھ اور شعور کے بغیر محض الفاظ کی حد تک نکالنے سے ان کا حقیقی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ معانی کی طرف دھیان ہوگا تو مناجات کا حق بھی ادا ہوگا اور خشوع بھی حاصل ہوگا

امام شاذلیؒ کا فرمان ہے کہ'' نماز میں اگر الفاظ اور معنی کی طرف خیال جمایا جائے تو وساوس بند ہو جاتے ہیں''۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ فرمایا:

لیس للعبد من الصلوة الا ما عقل منها (احیاء العلوم)

(بندے کو نماز میں اتنے ہی حصے کا اجر ملے گا جتنے کو اس نے سمجھا ہوگا)

نماز کے معانی سمجھنے کیلئے کوئی لمبی چوڑی عربی دانی کی ضرورت نہیں ہے معمولی اہلیت کا شخص بھی کسی سے سن کر یا کتاب کو دیکھ کر چند دنوں میں نماز کے تمام اذکار کے معانی و مطالب کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ بس تھوڑا سا فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) تعدیل ارکان

تعدیل ارکان کا مطلب ہے نماز کے تمام ارکان کو ٹھہر ٹھہر کر اور پورے سکون کے ساتھ ادا کرے۔ ایسی نماز جو جلد بازی سے ادا کی جائے اور رکوع سجدہ سکون سے ادا نہ کیا جائے تو اس کو نبی اکرم ﷺ نے ''نماز کی چوری'' سے تعبیر فرمایا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نماز جیسی عبادت میں چوری کرنے سے بچیں۔

نماز میں کے ہر رکن میں ٹھہر کر سکون اور اعتدال سے اس کی تسبیحات اور دعائیں مکمل کریں۔ پھر ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے وقت بھی جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ صبر اور وقار کے ساتھ دوسرے رکن میں جائیں۔ جب ظاہری اعضاء میں سکون اور اعتدال ہوگا تو اس کا لازمی اثر دل پر ہوگا میں اور دل

میں بھی یکسوئی حاصل ہو جائے گی۔

(۱۱) آخری نماز سمجھ کر پڑھو

ایک طریقہ خشوع حاصل کرنے کا یہ ہے کہ دل میں یہ احساس پیدا کریں کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو۔ اور واقعی زندگی کا کیا پتہ کہ کس وقت اجل آپہنچے۔ تو جب دل میں یہ خیال ہو گا کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو سکتی ہے تو لامحالہ دل میں پیدا ہونے والے دنیا کے تمام پروگرام جن کے اوپر خیالات کا تانا بانا بُنا جاتا ہے، بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ایک یہی خیال دل میں رہ جائے گا کہ میری یہ نماز زیادہ سے زیادہ اچھے طریقے سے ادا ہو جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی کہ

اذا قمت فی صلوٰتک فصل صلاۃ مودع (مشکوٰۃ المصابیح)

جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو رخصت ہونے والے کی طرح نماز پڑھ

ایک اور حدیث میں فرمایا:

اذا صلی احدکم فلیصل صلوٰۃ مودع صلوٰۃ من لا یظن انہ یرجع الیھا ابداً

جب تم نماز پڑھو تو الوداع ہونے والوں کی طرح پڑھو کہ پھر تمہیں شاید نماز کی طرف آنا نصیب نہ ہو۔

(۱۲) اہل اللہ کی صحبت

نماز میں خشوع و خضوع، اخلاص وللہیت اور احسان والی کیفیات پیدا کرنے کا سب سے کامل ترین طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اپنا کچھ وقت عقیدت و محبت کے ساتھ

یے مشائخ اولیاء اللہ کے پاس گزارے جو کہ ان کیفیات کو حاصل کر چکے ہوں۔
ب اور رسالوں سے ایسے مضامین اور ایسی تدابیر پڑھ لینے سے کچھ ذہن تو ضرور
بدل جاتا ہے اور کچھ شوق بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن صرف مطالعہ سے دل کا رخ بدل
جانا اور باطن میں ان کیفیات کا پیدا ہونا اور پھر اس پر استقامت کا پیدا ہو جانا ایک
مشکل کام ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں خواجہ میر
نعمان کو نماز کے کچھ اسرار و معارف لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"اگر ان مکتوبات کے مطالعہ کے بعد تمہارے دل میں نماز سیکھنے اور اس
کے مخصوص کمالات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے اور تمہیں بے چین
کر دے تو استخارہ کرنے کے بعد ادھر کا رخ کرو اور یہاں آ کر اپنی عمر کا
کچھ حصہ نماز کی تکمیل میں صرف کرو۔ اللہ سبحانہ ہی ٹھیک راستے پر چلانے
والے ہیں" (جلد اول مکتوب ۲۶۱)

تو معلوم ہوا کہ میر محمد نعمانؒ جیسے اکابر کو بھی اپنی نماز کی تکمیل کی ضرورت ہے۔
اور وہ بھی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کو پڑھ کر اپنی اس کمی کو پورا نہ
کر سکے بلکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کو نصیحت فرماتے ہیں کہ کچھ وقت سرہند میں
میرے پاس آ کر گزاریں تبھی آپ کو نماز کا کمال حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۳) اللہ سے حضوری والی نمازوں کی دعا کریں

نماز کا خشوع و خضوع حاصل کرنے کے لئے تمام تدابیر اختیار کریں اور پھر اللہ
کے آگے گڑگڑائیں کہ یا اللہ! ہمیں حضوری والی نمازیں عطا فرما۔ جس کو حضوری
والی نماز نصیب ہو گئی اسے گویا معراج نصیب ہو گئی۔ لیکن یہ نعمت محض اللہ کی توفیق

سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس لئے اپنی نمازوں کے بعد کثرت سے یہ دعا کیا کریں کہ اے اللہ نماز کو ہماری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ یا اللہ ہمیں بھی ایسی ہی نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرما کہ نیت باندھتے ہی دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو جائیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی نماز میں اپنے اکابر جیسا انہماک نصیب فرما کہ عین نماز میں تیروں پر تیر کھا رہے ہوتے تھے لیکن نماز توڑنے کا جی نہیں چاہتا تھا۔ اللہ رب العزت جب ہماری طلب اور شوق کو دیکھیں گے تو یقیناً ہمیں محروم نہیں فرمائیں گے۔

خشوع والی نماز کی کیفیت

نماز کی بارہ ہزار چیزیں

صوفیا کہتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہ نے بارہ چیزوں میں منقسم فرمایا ہے ان بارہ کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ بارہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) علم، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے،

(۲) وضو، (۳) لباس، (۴) وقت، (۵) قبلہ کی طرف رخ کرنا، (۶) نیت، (۷) تکبیر تحریمہ، (۸) نماز میں کھڑا ہونا، (۹) قرآن شریف پڑھنا، (۱۰) رکوع، (۱۱) سجدہ، (۱۲) التحیات میں بیٹھنا

ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے۔

پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔

علم کے تین جزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے،
دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں کتنی سنت ہیں،
تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے۔

وضو کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے۔ دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے۔ تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے

لباس کے بھی تین جزو ہیں اول یہ کہ حلال کمائی سے ہو دوسرے یہ کہ پاک ہو تیسرے سنت کے موافق ہو کر ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں تکبر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔

وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے اوّل یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے تا کہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور ہمارے زمانہ میں اس کے قائم مقام گھڑیاں ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے کبھی ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے پتہ نہ چلے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے، تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہونا چاہیے اس طرح متوجہ ہو۔

نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے۔ اول یہ کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ دیکھتا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرتا ہے۔ اول یہ کہ لفظ صحیح ہو، دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں موجود ہو۔

قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اوّل یہ کہ نگاہ سجدہ کی طرف رہے، دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو، کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کرکے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کریگا۔

قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اول صحیح ترتیل سے پڑھے۔ دوسرے اس کے معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے

رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں، اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے نہ نیچا کرے نہ اونچا (علماء نے لکھا ہے کہ سر اور کمر اور سرین تینوں چیزیں برابر رکھیں) دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے گھٹنوں پر رکھے، تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار سے پڑھے۔

سجدہ میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اوّل یہ کہ دونوں ہاتھ سجدہ میں کانوں کے برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں، تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے۔

تشہد میں بھی تین چیزیں ہیں، یہ کہ عظمت کے ساتھ معنی کی رعایت کرکے تشہد

پڑھے کہ اس میں حضور ﷺ پر درود ہے، مؤمنین کے لئے دعا ہے پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔

پھر اخلاص کے بھی تین جز و ہیں۔ اول یہ کہ اس نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو۔ دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ ہی کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوئی، تیسرے اس پر ثواب کی امید رکھے۔

خشوع والی نماز کیسی ہو؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے اپنی کتاب حقیقت صلوٰۃ میں خشوع والی نماز کا ایک پورا نقشہ کھینچا ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ نمازی کی کیفیات اذان سے لے کر مسجد جانے تک اور تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کیا ہونی چاہئے۔ قارئین کے استفادے کیلئے پیش خدمت ہے۔

اذان سنتے وقت دل کی حالت

جب اذان کی آواز کان میں آئے تو ایمان والوں کو چاہئے کہ ادب کے ساتھ ادھر متوجہ ہو جائیں اور خیال کریں کہ یہ پکارنے والا، اللہ تعالیٰ مالک الملک کی طرف سے پکار رہا ہے اور اس کے دربار میں حاضری اور اظہار عبودیت کے لئے بلا رہا ہے۔

پھر جب مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر اور اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ کی بے انتہا عظمت و کبریائی اور اس کی لاشریک الوہیت کے تصور کو تازہ کرتے ہوئے خود بھی دل و زبان سے یہی کلمات کہیں، اور اگر بالفرض کسی کام میں مشغول ہوں یا

کسی خدمت میں لگے ہوئے ہوں تو یہ خیال کر کے کہ اللہ تعالیٰ سب سے برتر اور بالا تر ہے اور اسکی عبادت کا حق سب سے اہم اور مقدم ہے، نماز کے واسطے اس کام کو ملتوی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

پھر جب مؤذن **اشهد ان محمدًا رسول الله** کہے تو حضور اکرم ﷺ کی رسالت کے یقین کو دل میں تازہ کرتے ہوئے اور رسالت کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے دل و زبان سے بھی یہی شہادت ادا کریں۔

پھر جب مؤذن **حی علی الصلوٰة** اور **حی علی الفلاح** کہے تو خیال کریں کہ یہ مؤذن حضور ﷺ کی تعلیم سے، بلکہ گویا آپ ﷺ ہی کی طرف سے ہم کو نماز کے لئے بلا رہا ہے جس میں سراسر ہمارا بھلا ہے بلکہ اسی پر ہماری نجات اور کامیابی کا انحصار ہے، پھر اپنے نفس اور اپنی روح کو مخاطب کر کے مؤذن کا یہی پیغام خود اپنی زبان سے دھرائیں۔

پھر اخیر میں جب مؤذن کہے **الله اکبر الله اکبر، لا اله الا الله** تو اپنی زبان سے بھی ان کلمات کو دھراتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی اور لاشریک الوہیت و ربوبیت کا تصور پھر دل میں تازہ کریں اور خیال کریں کہ ایسے عظمت وجلال والے مالک الملک لاشریک لہٗ کے دربار میں حاضری اور اسکی بندگی کتنی بڑی سعادت ہے، اور اس میں غفلت وکوتاہی کس قدر کمینگی اور کتنی محرومی اور کیسی شقاوت ہے۔

مسجد جاتے ہوئے دل کی حالت

پھر اس مالک الملک کے قہر وجلال کے تصور سے لرزتے ہوئے اور اس کی شان رحیمی وکریمی سے لطف وکرم اور عفو ورحم کی امید کرتے ہوئے نہایت عاجزی اور

مسکنت اور خوف و ادب کی کیفیت کے ساتھ مسجد کی طرف چل دیں اور اس چلنے کے وقت قیامت کے دن قبر سے اٹھ کر میدان حشر اور مقام حساب کی طرف چلنے کو یاد کر کے قلب میں ایک بیم و امید کی سی کیفیت پیدا کریں۔

پھر جب مسجد میں داخل ہونے لگیں تو تصور کریں کہ یہ خانہ خدا اور مالک الملک کا دربار ہے، اور یہاں کا ادب یہ ہے کہ داہنا پاؤں پہلے اندر رکھا جائے یہ خیال کر کے داہنا پاؤں پہلے مسجد میں رکھیں اور دعا کریں۔

رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک

میرے مالک! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔

وضو کی کیفیت

پھر اگر وضو کرنا ہو تو یہ خیال کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پاک و صاف ہو کر حاضر ہونا چاہیے جیسا کہ اس کا حکم ہے نیز احادیث نبویہ میں وضو کے جو فضائل آئے ہیں مثلاً یہ کہ ”وضو کے وقت اعضاء وضو کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں“ اور مثلاً یہ کہ ”قیامت میں اعضاء وضو روشن اور منور ہوں گے جس کے ذریعہ سے اس امت کے نمازی تمام دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوں گے اور یہ ان کی خاص نشانی اور پہچان ہوگی“۔ سو وضو کے وقت ان فضائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی پوری امید کرتے ہوئے وضو کریں اور سنن و مستحبات کی کما حقہٗ رعایت رکھیں بالخصوص مسواک کا ہمیشہ اہتمام کریں اور خیال کریں کہ اپنے مولا سے اسی منہ سے کچھ عرض کرنا ہے اور اس کا پاک کلام اس کے حضور پڑھنا ہے اس لئے مسواک کے ذریعہ منہ کے صاف کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

ے ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

رسول اللہ ﷺ خود بھی مسواک کا حد سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی بہت تاکید فرماتے تھے، اور اس کے بڑے فضائل اور فوائد بیان فرماتے تھے۔

پھر وضو کرنے والا جب اس طرح وضو کر کے فارغ ہو جائے تو خیال کرے کہ یہ تو میں نے صرف ظاہری طہارت کی ہے اس سے زیادہ ضروری باطن کی طہارت ہے، یعنی گندے ارادوں اور ناپاک خیالات سے اور گناہوں کی ناپاکی سے اپنے دل کی طہارت، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں اور چہروں سے زیادہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ پس بڑا احمق اور بیوقوف ہے وہ انسان جس نے اللہ کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں وغیرہ چند ظاہری اعضاء تو دھو لئے لیکن دل کی صفائی اور پاکی کی کوئی فکر نہ کی حالانکہ جس مالک و مولا کے سامنے اس کو حاضر ہونا اور جس کو کچھ عرض و معروض کرنا ہے وہ سب سے زیادہ دلوں ہی کو پاک اور صاف دیکھنا چاہتا ہے، اور پاکی کا خاص ذریعہ توبہ و استغفار ہے پس وضو کے بعد تمام گناہوں سے توبہ واستغفار بھی کرے۔

نماز شروع کرتے وقت دل کی حالت

پھر جب نماز کے لئے کھڑا ہونے لگے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونے والی اپنی پیشی کو یاد کرے اور ندامت و حیا اور خوف سے اس کے دل کی حالت وہ ہونی چاہیے جو نہایت محسن آقا کے سامنے حاضر ہوتے وقت کسی بھاگے ہوئے خطا کار غلام کی ہوتی ہے۔ نیز نماز کے فضائل کا بھی دھیان کریں، خصوصاً اس کی یہ

فضیلت یاد کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضوری اور انتہائی قرب کا خاص موقع ہے۔ اور یہ کہ قیامت میں نماز ہی کی اچھائی یا برائی پر آدمی کی سعادت کا یا شقاوت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ پھر یہ خیال کرے کہ کیا خبر ہے یہی نماز میری آخری نماز ہو اور اس کے بعد کوئی نماز پڑھنی مجھے نصیب نہ ہو۔ لہٰذا بہتر سے بہتر نماز ادا کرنے کا عزم کرے، اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگے۔

نیت کی کیفیت

پھر جب قبلہ کی طرف رخ کرکے کھڑا ہو جائے تو خیال کرے جس طرح میں نے اپنے جسم کا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا ہے جو ہمارے جسموں کا قبلہ ہے اسی طرح میرے دل کا رخ پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ ہی کی طرف ہونا چاہیئے جو قلوب وارواح کا قبلہ ہے۔ یہ خیال کرکے دل وزبان سے کہے:

انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ط ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین ط لا شریک له وبذالک امرت وانا اول المسلمین ط

میں نے اپنا رخ یکسوئی کے ساتھ اس اللہ کی طرف پھیر دیا، جس نے زمین وآسمان پیدا کئے ہیں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب العلمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم ہے اور میں اس کا حکم ماننے والوں میں سے ہوں۔

تکبیر تحریمہ کی کیفیت

اس کے بعد نماز شروع کرے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عظمت و کبریائی کا تصور کرتے ہوئے اور اپنی ذلت و بیچارگی اور تمام ماسوی اللہ کی بے حقیقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورے خشوع و خضوع کے ساتھ دل و زبان سے کہے اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے، ہر طرح کی کبریائی اور برتری اسی کے لئے ہے) اس تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا زیادہ سے زیادہ دھیان اور دل میں زیادہ سے زیادہ خشوع اور تذلل کی کیفیت ہونی چاہیے۔ بعض عارفین نے لکھا ہے کہ پوری نماز کی اجمالی حقیقت اللہ اکبر میں کٹی ہوئی ہے اور ساری نماز اسی اللہ اکبر کے معنی کی تفصیل اور عملی صورت ہے۔

ثناء کی کیفیت

پھر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو اس کے حضور میں کھڑا ہوا تصور کر کے اولاً ثناء پڑھے اور اس خیال کے ساتھ پڑھے کہ حق تعالیٰ اپنی خاص کریمانہ شان کے ساتھ متوجہ ہے اور سن رہا ہے۔

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک۔

(اے میرے اللہ! پاک ہے تیری ذات اور تیرے ہی لئے ہے ہر تعریف اور برکت والا ہے تیرا نام، اور اونچی ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں)

تعوذ کی کیفیت

اور پھر یہ خیال کر کے کہ شیطان ہمارے دین وایمان کا اور خاص طور سے ہماری نمازوں کا بڑا سخت دشمن ہے اور وہ ہماری گھات میں ہے اور میں آگے جو کچھ اپنے رب سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ اس میں ضرور خرابی ڈالنے کی کوشش کرے گا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کے شر سے میری حفاظت فرما سکتا ہے۔ غرض اپنے آپ کو شیطان کے بچاؤ سے عاجز سمجھ کر اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور عرض کرے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے

سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے دل کی حالت

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الخ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اَلْحَمْدُ شروع کرے، اور ایک ایک آیت کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پورے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا جائے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان فرمایا کہ۔ بندہ جب نماز میں یہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ (میرے بندے نے میری حمد کی) پھر جب کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (جو بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ (میرے بندے نے میری صفت بیان کی) پھر جب کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (جو یوم جزا کا مالک ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ (میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی) پھر جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هٰذَا بَيْنِیْ وَ بَيْنَ

عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ (اس میرے بندے نے میری توحید کا اقرار کیا اور اپنے واسطے مجھ سے مدد مانگی، میرے بندے کو اس کی مانگ ملے گی) اس کے بعد جب بندہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے آخر تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ (میرے بندہ نے اپنے لئے مجھ سے ہدایت مانگی اور میرے بندہ کی یہ مانگ پوری کی جائے گی)۔

پس نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ کی ہر آیت کو سمجھ کر اور ٹھہر ٹھہر کر اس تصور کے ساتھ نماز پڑھے کہ اللہ تعالیٰ میری سن رہے ہیں اور مذکورہ بالا احادیث کے مطابق میری ہر بات کا جواب دے رہے ہیں، چنانچہ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ کے اس جواب کا خیال آئے کہ "میرا بندہ جو مانگے گا وہ اس کو ملے گا، تو یہ تصور کرے کہ میری سب سے بڑی حاجت اور سب سے اہم ضرورت صراط مستقیم کی ہدایت اور دین حق پر چلنا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے گا وہ اس کو عطا کرنے کا وعدہ فرما رہا ہے دل کی پوری تڑپ کے ساتھ اس رب کریم سے عرض کرے۔

اهدنا الصراط المستقيم ○ صراط الذين انعمت عليهم ○ غير المغضوب عليهم ولا الضآلين آمين

اے اللہ! ہم کو سیدھے راستہ پر چلا ان اچھے بندوں کے راستے پر جن پر تو نے فضل فرمایا۔ نہ ان کے راستہ پر جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ گمراہوں کے راستہ پر، اے اللہ! میری یہ دعا قبول فرما۔

اس کے بعد جو سورت پڑھنی ہو پڑھے، اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی میری دعا کا جواب ہے جو خود میری زبان سے کہلوایا جا رہا ہے۔ قرآن

ریف کی جو بھی چھوٹی بڑی سورۃ پڑھی جائے یا جہاں سے بھی اس کی دو چار آیتیں پڑھی جائیں لازماً اس میں ہماری ہدایت کا کوئی نہ کوئی سبق ہو گا، یا تو اللہ تعالیٰ کی توحید، تسبیح و تقدیس اور اسکی صفات عالیہ کا بیان ہوگا یا قیامت و آخرت کا ذکر ہوگا یا عبادات اور اخلاق کا یا معاملات و معاشرت کے اچھے اصولوں کی تلقین ہو گی، یا گذشتہ پیغمبروں اور ان کی امتوں کے سبق آموز واقعات ہونگے۔ غرض قرآن شریف کی ہر آیت میں ضرور بالضرور ہمارے لئے کوئی خاص ہدایت ہوگی۔

قرأت کرتے ہوئے دل کی حالت

پس نمازی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی جو سورۃ یا آیت بھی پڑھے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی دعا کا جواب سمجھے اور اپنے آپکو مثل شجرہ موسوی کے تصور کرے (یعنی اس درخت کی مانند جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادی طوی میں حق تعالیٰ کا کلام سنا تھا) درحقیقت کلام اللہ پڑھنے والے ہر مؤمن پر (اور بالخصوص نماز میں قرآن شریف پڑھنے والے مؤمنین پر) اللہ تعالیٰ کے ہزاروں بڑے بڑے احسانات میں سے ایک بڑا احسان وانعام یہ بھی ہے کہ شجرہ موسوی والی سعادت عظمیٰ ان کو حاصل ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے حقیقی اور ازلی مقدس کلام کو اپنی زبان سے ادا کرتا اور دہراتا نصیب ہوتا ہے۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

رکوع کی کیفیت

پھر جب قرأت ختم کر چکے تو شکر کے جذبہ سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وراء الوریٰ شان کبریائی کا دھیان کرتے ہوئے اور اپنے کو اس کی عبادت

اور اس کے شکر کی کما حقہ ادائیگی سے قاصر سمجھتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کے رکوع کرے،، اور سر نیاز اس کے آگے جھکائے اور اپنی ذلت وحقارت اور حق تعالیٰ کی بے انتہا عظمت وجلالت کا تصور کر کے دل وزبان سے بار بار کہے۔

سبحان ربی العظیم، سبحان ربی العظیم ،سبحان ربی العظیم

پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار، پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار
پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار،

قومہ کی کیفیت

اس کے بعد سر اٹھائے اور کہے **سمع اللہ لمن حمدہ** (اللہ نے حمد کرنے والے کی سن لی) یہ کلمہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور جواب کے ہے، جو بندے ہی کی زبان سے کہلوایا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اے بندے! تیری حمد کو تیرے رب نے سن لیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قدر افزائی اور یہ بندہ نوازی معلوم کر کے بندہ کو چاہیے کہ اس کے تمام ظاہر وباطن پر حمد وشکر کا جذبہ طاری ہو جائے اور وہ دل وزبان اور جسم وجان سے کہے **ربنا لک الحمد** (اے میرے پروردگار! ساری حمد وثنا تیرے ہی لئے ہے)

سجدے کی کیفیت

اس کے بعد حق تعالیٰ کی عظمت وکبریائی اور اپنی بے حقیقی اور شکر وعبادت کا حق ادا کرنے میں اپنی عاجزی اور کوتاہی کا تصور کرتے ہوئے دل وزبان سے **اللہ اکبر** کہتا ہوا سجدے میں گر جائے اور اپنی پیشانی (جو اس کے جسم کا سب سے اعلیٰ اور اشرف حصہ ہے) اللہ کے حضور میں زمین پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عظمت؛

ت کے سامنے اپنی انتہائی ذلت و پستی اور بندگی اور سرافگندگی کی عملی شہادت
ے ، اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا جلال و جبروت کا تصور کر کے اپنے کو اس کا عبد
یل اور خاک پر پڑا ہوا ایک کیڑا سمجھتے ہوئے اسی حالت میں بار بار دل و زبان
ے کہے:

سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ

(پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالا تر ہے، پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالا تر ہے، پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالا تر ہے)

پھر اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے سجدے سے اعلیٰ و ارفع اور اپنے سجدے اور اپنی
بادت کو اس دربار عالی کی شان کے لحاظ سے نہایت ناقص اور ناقابل قبول سمجھتے
وئے ندامت اور اعتراف قصور کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کے سجدے سے سر اٹھائے
ور سیدھا بیٹھنے کے بعد پھر اسی تصور و تاثر کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر دوبارہ سجدے میں
ر جائے اور اس وقت اس کا دل اللہ تعالیٰ کی بے نہایت رفعت و عظمت اور اپنی
نتہائی حقارت و ذلت کے خیال میں ڈوبا ہوا ہو، اور اس کو ہر کمزوری اور ہر
ناسب بات سے پاک اور اپنے کو سراسر گندگیوں اور عیبوں کا مجموعہ اور نہایت
قیر اور خطا کار بندہ تصور کرتے ہوئے پھر بار بار زبان سے کہے:

سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی۔

وسری رکعت

پھر یہ تصور کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان ہمارے ان سجدوں اور ہماری
بادات سے بہت بالا تر اور برتر ہے، اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور جن تصورات

کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھی تھی اس رکعت میں پھر اسی طرح سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھے اور مذکورہ تفصیل کے مطابق رکوع وسجدہ کرے غرض ہر رکعت میں اسی طرح کرے۔

تشہد کی کیفیت

پھر جب بیٹھ کر تشہد پڑھنے کا وقت آئے تو دل کو پوری یکسوئی کے ساتھ متوجہ کر کے عرض کرے:

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصلحین اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ رسولہ .

ادب و تعظیم کے سارے کلمے اللہ ہی کے لئے ہیں اور تمام عبادات اور تمام صدقات اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو تم پر اے نبیؐ اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں، سلام ہو تم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی قابل عبادت نہیں سوا اللہ کے اور شہادت دیتا ہوں، کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔

درود شریف پڑھتے ہوئے دل کی کیفیت

اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد یہ خیال کر کے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے کہ اس دربار خداوندی تک ہم کو رسائی رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی سے حاصل ہوئی ہے اور ہمارا ایمان واسلام اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق حضور ﷺ ہی کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے اور آپ ہی ہمارے ہادی اول ہیں، اور

تعالیٰ ہی حضور ﷺ کو اس ہدایت ورہنمائی کا اور اس سلسلہ کی تکلیفوں اور
یبتوں کا بدلہ دے سکتا ہے، لہٰذا دعائے رحمت یعنی درود کی شکل میں آپ کے
سان کا اعتراف کیے بغیر اللہ تعالیٰ سے عرض ومعروض کے اس سلسلے کو ختم کردینا
بے مروتی اور احسان فراموشی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جس درود شریف کی تعلیم فرمائی تھی اور جو عام
ور پر نمازوں میں پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے:

اللهم صل علىٰ محمد وعلىٰ آل محمد كما صليت علىٰ ابراهيم وعلىٰ آل ابراهيم انك حميد مجيد. اللهم بارك علىٰ محمد وعلىٰ آل محمد كما باركت علىٰ ابراهيم وعلىٰ آل ابراهيم انك حميد مجيد.

اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر ان کی آل پر (یعنی ان کے متعلقین اور متبعین پر) اپنی خاص رحمت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر رحمت کی، تو قابل حمد ہے اور صاحب مجد ہے۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر برکتیں نازل کیں، تو قابل حمد ہے اور صاحب مجد ہے۔

ستغفار

درود شریف پر گویا نماز پوری ہوگئی مگر اس کو اللہ تعالیٰ کی شان عالی کے لحاظ سے
ہت ناقص اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہوئے اور اس بارہ میں اپنے کو سراسر قصور وار
رخطا کار تصور کرتے ہوئے اپنے اندر خوف اور دل شکستگی کی کیفیت پیدا کرے اور

نہایت الحاح اور تضرع کے ساتھ حق تعالیٰ سے عرض کرے:

اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا و انه لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندک و ارحمنی انک انت الغفور رحیم (صحیح بخاری)

اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا میں سخت قصوروار ہوں اور صرف تو ہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، پس تو مجھے معافی دے دے محض اپنے فضل سے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ دعا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی درخواست پر نمازی میں پڑھنے کے لئے تعلیم فرمائی تھی۔

اس دعا و استغفار ہی کو اپنی نماز کا خاتمہ بنائے،

سلام کی کیفیت

اس کے بعد سلام کے ذریعہ نماز ختم کر دے۔ دائیں جانب کے سلام میں دائیں جانب کے رفقاء نمازی اور فرشتوں کی نیت کرے اور بائیں جانب کے سلام میں اس جانب والوں کی۔ اور امام جس جانب ہو اس کی نیت اسی جانب کے سلام میں کرے۔

یہ ظاہر ہے کہ سلام کا اصل موقع ابتدائے ملاقات ہے، یعنی جدا ہونے کے بعد جب وہ مسلمان باہم ملیں تو انہیں سلام کا حکم ہے۔ پس نماز کے ختم پر دو طرفہ سلام کی مشروعیت میں ہمارے لئے اشارہ ہے کہ ہم پوری نماز میں اس قدر یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس سے مناجات اور عرض معروض میں ایسے غرق رہیں کہ اپنے گرد و پیش کی دنیا سے بھی، حتیٰ کہ اپنے ساتھ کے فرشتوں سے بھی منقطع اور

غائب ہو کر گویا کسی دوسرے ہی عالم میں ہیں اور نماز کے ختم پر گویا اس عالم سے پلٹ کر تازہ ملاقات کرتے ہیں اور دائیں بائیں کے رفیقوں اور فرشتوں کو سلام کرتے ہیں۔

سلام کے بعد

سلام پھیرنے کے بعد پھر یہ خیال کرے کہ میری یہ نماز بہت ناقص ہوئی اور اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے معاف نہ فرمائے تو میں اس پر سزا کا مستحق ہوں بہر حال یہ خیال کر کے شرم وندامت اور خفت کے جذبہ کے ساتھ اپنی نماز کی کوتاہیوں اور دوسری عام معصیتوں سے معافی مانگے اور عفو ودرگزر کی التجا کرے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ ایسی آواز سے **استغفر الله . استغفر الله . استغفر الله .** کہتے تھے کہ پیچھے کے لوگ بھی آپ کے اس استغفار کو سن لیتے تھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے خاص اور مقبول بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے:

کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون

وہ راتوں کو بہت کم سوتے ہیں، بلکہ راتوں کا زیادہ حصہ اللہ کی عبادت اور اس کی یاد میں گزارتے ہیں، اور پھر سحر کے وقت اس سے معافی مانگتے ہیں۔

گویا رات بھر کی عبادت کے بعد بھی اپنے کو قصوروار اور خطاکار گردانتے ہوئے اپنے مالک ومولیٰ سے اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کی معافی ہی چاہتے ہیں۔ بہر حال ایمان والوں کا یہی حال ہونا چاہیے کہ اپنی طرف سے اچھی سے اچھی نماز پڑھنے کی کوشش کریں اور سلام پھیرنے کے بعد اپنے قصور اور اپنی کوتاہ کاری کا

اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اس سے بخش دینے کی التجا کریں، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو چاہیں دعائیں مانگیں۔